# خصائص نبوی ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (آل عمران:۳۱)

''اے نبی کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔تو میری پیروی اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا''۔

خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے ہر مذہب نے ایک ہی تدبیر بتائی ہے کہ اس مذہب کے شارع اور طریقہ کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔لیکن اسلام نے اس سے بہتر طریقہ اختیار کیا ہے۔اس نے اپنے پیغمبر کا عملی نمونہ سب کے سامنے رکھ دیا ہے اور اسی عملی نمونے کی پیروی اور اتباع کو خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کے مستحق بننے کا ذریعہ بنایا ہے۔دنیا میں بسنے والے لوگ مختلف طبائع اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں۔کیونکہ دنیا کا نظم ونسق چلانے کے لیے اس رنگینی طبائع کی ضرورت ہے۔ان تمام طبیعتوں اور شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اپنے اپنے شعبے اور طبیعت کے لحاظ سے عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔اسلام ان تمام انسانوں کو سنت نبوی ﷺ کی اتباع کی دعوت دیتا ہے۔کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:۲۱)

''بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین عملی نمونہ ہے''۔

کیونکہ ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو،صرف محمد ﷺ کی سیرت ہے۔اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو،اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو،اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو،اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو۔اگر فاتح ہو تو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ،اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ اُحد سے عبرت حاصل کرو،اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو،اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو،اگر تنہائی وبیکسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی کا اسوہ حسنہ تمہارے سامنے ہے اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو۔تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو،اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدوجہد کا نظم ونسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنونضیر خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم ونسق کو دیکھو،اگر یتیم ہو تو عبداللہ وآمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو،اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے کو دیکھو اگر جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت کو پڑھو اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصریٰ کے کاروان



(5)

# خصائص نبوی

سالار کی مثالیں ڈھونڈو اگر عدالت کے قاضی ہو تو کعبہ میں نورِ آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ کی کچی مسجد میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے۔ اگر تم شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو۔ اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ اور حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو۔ تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لیے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لیے ہدایت کا چراغ اور راہنمائی کا نور محمد ﷺ کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت مل سکتا ہے۔

انہی جامع اوصاف کے مالک پیغمبر اسلام کے خصائص رب کریم نے اپنے کلام مبارک میں جا بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ جن کا ہم مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

**نمبر:۱**

محمد رسول اللہ ﷺ (۴۸ : ۲۹) (الفتح ۴۸ : ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں''۔

آیت بالا میں نبی اکرم ﷺ کا نام بھی ہے اور حضور کا منصب بھی بتایا گیا ہے۔

لہٰذا یہ آیت دو خصوصیات نبویہ کی مظہر ہے۔

(الف) نبی ﷺ کی رفعت شان کے اظہار میں حضور کا نام (محمد) اپنے اندر خصوصیت رکھتا ہے۔ انبیاء کرام میں کسی نبی کا نام بھی ایسا نہیں کہ وہ نام ہی اپنے مسمی کے کمالات نبوت کا شاہد عدل ہو مثلاً

آدم علیہ: کے معنی گندم گوں ان کی جسمانی رنگت کو ظاہر کرتا ہے۔

نوح علیہ: کے معنی آرام۔

اسحٰق علیہ: کے معنی ضاحک، (ہنسنے والا)

یعقوب علیہ: پیچھے آنے والا۔ یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام (Twins) پیدا ہوئے تھے۔

موسیٰ علیہ: پانی سے نکالا ہوا۔

یحییٰ علیہ: عمر دراز۔

عیسیٰ علیہ: سرخ رنگ، گلگلوں چہرہ۔

نبی کریم ﷺ کا ذاتی نام محمد اور احمد ہے۔ یہ دونوں الفاظ 'حمد' سے بنے ہیں۔ ثنا و تکریم، رفعت شان و رفعت ذکر اور جود و عطا کا مجموعہ حمد کہلاتا ہے۔ حمد کی یہ صفات بدرجہ اکمل ذات باری تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ جبکہ محمد 'حمد' سے مبالغے کا صیغہ ہے۔ اس

# خصائص نبوی

لیے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ ملائکہ میں بھی محمود ہیں۔ انبیاء میں بھی محمود ہیں اور اہل زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔ آپ ہی مقام محمود کے حامل ہیں۔ اسی نسبت سے آپ کی اُمت کا نام 'حمادون' ہے۔

(ب) اسم پاک کے ساتھ رسول اللہ کا عَلَم بھی سورہ الفتح اور آل عمران میں موجود ہے۔ رسول بروزن فعول بمعنی مرسل ہے۔ اللہ کی طرف مضاعف ہونے سے اس کے معنی ہوئے کہ اس کی رسالت من جانب اللہ ہے وہ کسی دوسرے کا پیغام نہیں سناتا اور کسی دوسرے کی بات پہنچانا اس کی شان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔

نمبر:۲

رَسُولاً مِنکُم (۲:۱۵۱)

''وہ رسول تم میں سے ہے''۔

یہاں منکم کے مخاطب قریش مکہ بھی ہیں اور بنی نوع انسان بھی۔ نبی کریم سے پیشتر دنیا کی مشہور امم نے اپنے اپنے مقتداؤں کو جنس انسانی سے بالاتر ہونے کی عزت دے رکھی تھی۔ ان حالات میں نبی اکرم ﷺ بشریت کو مخلوقیت کا افضل ترین درجہ قرار دے کر خود کو بشر بتلاتے ہیں۔ لفظ 'منکم' نے ایک طرف انسان کا اشرف ما کان ہونا بتایا اور دوسری طرف یہ حقیقت آشکار کر دی کہ ہر ایک انسان اپنے اعلیٰ ترین کمالات اور اقتدار فوق الطبیعات کو رکھتا ہوا بھی بشر ہی ہوتا ہے۔

نمبر:۳

عَلَّمَكَ مَا لَم تَکُن تَعلَم

''تجھے علم سکھایا ان چیزوں کا جن کا تجھے علم نہ تھا''۔

قرآن مجید کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پڑھنا لکھنا نہ جانتے تھے۔ اور لفظ علمک ظاہر کرتا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم دی تھی۔ دنیا میں شاگرد کو تعلیم قوت شنوائی و بینائی یعنی حسیات کے ذریعہ سے دی جاتی ہے۔ جبکہ انبیاء کی تعلیم ان کے قلب سے شروع ہوتی ہے۔ (اَنزَلَهُ عَلىٰ قَلبِكَ) لہٰذا اللہ کی تعلیم دینے میں اور بندہ کی تعلیم دینے میں بڑا نمایاں فرق ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

سَنُقرِئكَ فَلَاتَنسیٰ (۸۷:۶) ہم تجھے پڑھائیں گے اور پھر تو نہ بھولے گا۔ تعلیم ربانی کا نسیان سے پاک ہونا وہ خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی معلم اور متعلم میں نہیں پائی جاتی۔ قرآن حکیم اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں احوال ماضیہ بھی ہیں اور اخبار مستقبلہ بھی، جبکہ عہد حال کے احکامات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اُمی کو ٹھیک اللہ تعالیٰ سے ہی تعلیم حاصل ہوئی تھی جو ماضی، حال و مستقل کا علم رکھنے والا ہے۔

پہلی وحی اقراء باسم ربک الذی خلق۔

# خصائص نبوی

نمبر:۴

اَلَم نَشرَح لَکَ صَدرَک (۱:۹۴)

''کیا ہم نے تیرے سینے کو نہیں کھول دیا''۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے ایک روایت ہے کہ شرح صدر کا ایک واقعہ نبی کریم ﷺ کے بچپن سے تعلق رکھتا ہے جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے قبیلے میں تھے اور دوسرا واقعہ شب معراج کو بمقام حطیم رونما ہوا تھا۔ قرآن مجید میں جس شرح صدر کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ نہ صرف ان روایات کی تصدیق کرتا ہے بلکہ وسیع تر معانی کا بھی اظہار کرتا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقاً حَرَجاً (۱۲۵:۶)

''جس شخص کو اللہ راہ راست دکھانا چاہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس شخص کی گمراہی کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینہ کو تنگ بھنچا ہوا کر دیتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ (۲۲:۳۹)

''بھلا جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے''۔

مسلمانوں کے لیے شرح صدر کے معنی یہ ہیں کہ صداقت وحقانیت کا غلبہ ہو جائے اور قلب کو وہ اطمینان کامل حاصل ہو جائے جو ہدایت و نور تک فائز ہو جانے کے لیے کافی ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے شرح صدر کے معنی یہ ہیں کہ ابلاغ وانذار کے لیے ہمت عالی اور عزم راسخ اور استقامت محکم حاصل ہو، کسی بادشاہ جبروت، کسی کافر کی فرعونیت کا رعب سینہ صافی پر سایہ فگن نہ ہو سکے۔ اپنی تنہائی، بے کسی، بے سروسامانی کا خیال بھی اُٹھ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کو قم فانذر کا فرمان ملا تو نبی کریم ﷺ فوراً انذار وتبلیغ قوم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ سینہ جو اب تک علوم درسیہ سے بھی خالی تھا، نور ومعرفت کا خزینہ اور ہدایت وعرفان کا گنجینہ بن جاتا ہے۔ ہزار ہا علوم و حکمت کے اسرار رموز اس سے نکلتے ہیں اور اہل دنیا کو ظلمات سے نور میں لانے کا سبب ٹھہرتے ہیں۔

نمبر:۵

وَوَضَعنَا عَنکَ وِزرَک (۲:۹۴)

''ہم نے تیرے بوجھ کو تجھ پر سے اُتار دیا''۔

وزر بارِ گراں کو کہتے ہیں۔ حمل وزر کسی دوسرے کو بارِ گراں سے سبک دوش کر کے خود اس کی ذمہ داری کو لے لینا ہے۔ جیسا کہ انہی معنوں میں ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِزرَ اُخرٰی کوئی گناہ گار کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

# خصائص نبوی

'وزیر' وہ عہدہ دار ہے جو سلطنت کی تمام ذمہ داریوں کو اُٹھاتا ہے۔ فرائض نبوت کچھ آسان کام نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے ہی دن وزیر ملنے کی درخواست کر دی تھی۔ مگر نبی کریم ﷺ نے اس میدان میں تنہا قدم رکھا تھا اور عالم پر طاری گہری ظلمت پر نظر نہ کرتے ہوئے بذاتِ واحد علم توحید و تبلیغ کو بلند فرمایا تھا۔ اس ایثار و بے جگری اور اس اطاعت و فرماں برداری کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ خود حضور کی اعانت فرماتا اور حضور کے بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے۔

زبان عرب میں موازرت بہ معنی معاونت مستعمل ہے۔

وازرت فلاناً موازرۃً کے معنی ہیں۔ اعنته علی امره یعنی اس کے کام میں مدد کی۔

**نمبر:۶**

وَرَفَعنَالَكَ ذِكرَكَ (۴:۹۴)

''اور ہم نے تیرا نام بلند کر دیا''۔

بحر الکاہل کے مغربی کنارے سے لے کر دریائے ہوانگ ہو کے مشرقی کنارہ تک کے رہنے والوں میں سے کون ہے جس نے صبح کے روح افزاء جھونکوں کے ساتھ اذان کی آواز نہ سنی ہو۔ جس نے رات کی خاموشی میں اشهد ان محمدًا رسول اللّٰه کی سُریلی آواز کو جان بخش نہ پایا ہو۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ورفعنا لك ذكرك کی حقیقت دریافت کی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتلایا اذا ذكرت معی ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس ارشادِ الٰہی میں اذان و اقامت، تشہد و خطبہ مراد ہیں۔

**نمبر:۷۔۸۔۹**

ا۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (۳:۹۳)

۲۔ وَلَلاٰخِرَةُ خَيرٌ لَّكَ مِنَ الاُولٰى (۴:۹۳)

۳۔ وَلَسَوفَ يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرضٰى (۵:۹۳)

ا۔ ''تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا، نہ تجھ سے ناراض ہوا''۔

۲۔ ''آخرت تیرے لیے اولیٰ سے بہتر ہے''۔

۳۔ ''تیرا رب تجھے اتنا کچھ دے گا کہ تو راضی خوش ہو جائے گا''۔

یہ تینوں آیات سورہ والضحیٰ کی ہیں۔ علمائے مفسرین کا کہنا ہے کہ پہلی وحی کے بعد فترت وحی کا زمانہ آیا۔

صحیحین میں جندب ابن سفیانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو یا تین شب کسی جسمانی تکلیف کے سبب بستر سے